ملسمانوں کا باھمی تعلق ، ایمان کی بنیاد

’’تم مومنوں کو رحم دلی، باہمی الفت ومحبت میں ایسا پاؤ گے جیسا کہ اگر جسم کا ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار اور شب بیداری کے ذریعے اپنا حصہ ادا کرتا ہے‘‘

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے نظام کو یوں باہم مربوط کردیا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے متصل اور جڑی ہوئی ہے اور سب کے درمیان ہم آہنگی اور مضبوط تعلق پایا جاتا ہے۔ دن اور رات، سورج اور زمین، پانی اور مٹی، ستارے اور سیارے، نباتات اور جمادات، روشنی اور اندھیرا حتیٰ کہ زندگی اور موت، بیماری اور شفا سب ایک دوسرے سے باہم مربوط ہیں۔ انسان بھی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بہترین مخلوق قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا یہ ہے کہ انسان ایک طرف اپنے آپ کو نظامِ کائنات سے ہم آہنگ کرلے اور دوسری طرف انسانوں کے درمیان باہمی تعلق اس قدر مضبوط ہو کہ ہر انسان دوسرے انسان کے ساتھ اس طرح جڑا رہے جس طرح ایک جسم کے اعضا باہم جڑے ہوتے ہیں۔

ایک ماں باپ کی اولاد میں باہمی محبت و الفت ایک فطری امر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پہلی ہدایت یہ دی یا پہلی حقیقت یہ سمجھائی کہ تمام انسان ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد ہیں۔ سورہ النساء میں ارشاد فرمایا ’’اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے‘‘ (النساء 1) سورہ الحجرات میں فرمایا ’’ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور پھر تمہارے خاندان اور قبیلے بنادیئے‘‘ (الحجرات 13)

نبی ﷺ نے فرمایا ’’تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، مگر تقویٰ کی بنیاد پر‘‘ اللہ اور رسول ﷺ کے ان ارشادات نے رنگ و نسل اور قوم و وطن کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان اونچ نیچ کی دیواروں کو مکمل طور پر منہدم کر کے رکھ دیا اور تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیا۔

انسانوں کے درمیان باہمی الفت اور محبت کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے مال و جان اور عزت و آبرو کی حرمت کا حکم دیا اور ایک انسان کے ناحق قتل کو ساری انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا۔ اسلام نے بحیثیت انسان ایک ریاست کے شہریوں کے حقوق میں دین و مذہب کی بنیاد پر کسی تفریق کو جائز قرار نہیں دیا اور مسلمان حکمرانوں نے اپنی ریاستوں میں مقیم غیر مسلم رعایا کے بنیادی انسانی حقوق کا ہمیشہ تحفظ کیا ہے۔ ایک طرف یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام نے پوری دنیا کے انسانوں کو ایک ہی انسانی برادری تسلیم کرتے ہوئے ان کے درمیان انسانی مساوات اور باہمی بھائی چارے کی تعلیم دی ہے تو دوسری طرف دین اسلام، دین اور عقیدے کی بنیاد پر انسانوں کو 2 حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک طرف توحید کے علمبردار ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتے جبکہ دوسرا گروہ کفر کے علمبرداروں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

باطل اور کفر کے تمام علمبرداروں کو دین اسلام نے "الکفر ملة واحدة" قرار دیا ہے۔

میرا اصل موضوع اہل ایمان کے باہمی تعلقات کی اہمیت اور ضرورت کے متعلق ہے جس کا فقدان آج ہر طرف نظر آتا ہے۔ مسلمان قوم اور وطن، رنگ اور نسل، مذہب اور مسلک، سیاست اور لسانیت کی بنیاد پر گروہوں اور ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ مختلف عصبیتوں کا شکار ہو کر باہم دست و گریباں ہیں جس کی وجہ سے ان کی اخوت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا ہے۔ نبی ﷺ نے بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ اور شرفائے قریش کو عقیدۂ توحید کی لڑی میں پرو کر "ہر گل رنگ و بوئے دیگر است" کے مصداق اسلامی اخوت کا جو خوبصورت گلشن سجایا تھا آج وہ خاردار جنگل کا منظر پیش کر رہا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار میں یوں اس کی منظر کشی کی ہے:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہے سب کا نبی ﷺ، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

وطن عزیز پاکستان جیسے بے مثال اسلامی اخوت، منظّم جدوجہد اور لازوال تاریخی قربانیوں کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا۔ آج وہاں مذہبی منافرت، سیاسی منافقت، لسانی اور نسلی تعصّبات، ریاستی دہشت گردی اور باہمی جنگ و جدال کا بازار گرم ہے۔ آج اگر وطن عزیز اسلام دشمن عالمی ابلیسی تکون امریکہ، اسرائیل اور ہند کی تلبیسی چالوں کے جال میں پھنسا ہوا ہے تو اس کی بڑی وجہ ہماری قومی یکجہتی کا فقدان، لیڈرشپ کی نااہلی، اخلاقی زوال، دین سے دوری، مذہبی، علاقائی، لسانی اور نسلی تعصّبات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بالعموم اور ہماری لیڈرشپ کو بالخصوص سچی توبہ کی توفیق دے اور قومی یکجہتی اور باہمی الفت و محبت کے ان سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے جو کتاب و سنت میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

سورہ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے "بے شک اہل ایمان باہم بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو" (الحجرات 10) بھائیوں میں بھی اختلافات ہو جاتے ہیں، بھائی ایک دوسرے کی پگڑی نہیں اچھالتے، الزام تراشیاں نہیں کرتے، گھر کے بڑے اور پڑوس کے بزرگ ان کے معاملات کو حل کرا لیتے ہیں۔ اگر صوبائی تعصّبات، گروہی اختلافات اور لسانی جھگڑے ہیں تو خلوص کے ساتھ مل بیٹھ کر سب کو حل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ خوف، خیر خواہی اور ملک کی بھلائی کا جذبہ موجود ہو۔

نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے "تم مومنوں کو رحم دلی، باہمی الفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسا کہ اگر جسم کا ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم اس کے بخار اور شب بیداری کے ذریعے اپنا حصہ ادا کرتا ہے" **(بخاری و مسلم)**

اگر سرحد کے بہن بھائی بے گھر ہو رہے ہیں، ان کے مال و اسباب تباہ ہو رہے ہیں، کراچی اور کوئٹہ والوں کو ان کی تکلیف کا

احساس نہیں تو یہ ایمان کی کمزوری ہے۔ اگر ایک صوبے میں آگ بھڑک رہی ہے اور دوسرے صوبے والے چین کی بانسری بجا رہے ہیں اور اپنے کو محفوظ سمجھتے ہیں تو یہ قومی سوچ اور دینی اخوت سے انحراف کی کھلی دلیل ہے۔

نبیؐ مہربان ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ''ایک مسلم کو دوسرے مسلم کے لئے اس عمارت کی طرح ہونا چاہئے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کی تقویت کا ذریعہ بنتی ہے'' آج ہم دیوار میں چنی ہوئی اینٹوں کی مانند باہم پیوست ہونے کے بجائے اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر کی طرح پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے دشمن ایک ایک پتھر کو اٹھا کر ادھر ادھر پھینکتے رہتے ہیں اور جس پتھر کو چاہتے ہیں اپنی مرضی سے اپنی پسند کی جگہ لگا دیتے ہیں۔

شاعر نے کس خوبصورت پیرائے میں منظر کشی کی ہے:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ

پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا ایک انبار تُو

پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو

قرآن نے مومنین کی اس صفت کو یوں بیان کیا ہے **اشد علی الکفار رحماء بینھم** ''مومنین آپس میں بڑے رحیم وشفیق اور مہربان دوست ہوتے ہیں لیکن کافروں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوتے ہیں'' (الفتح 29) لیکن آج ہمارا حال اس کے برعکس ہے۔ ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف حسد، بغض، کینہ اور دشمنی ہے۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ کاٹ کھانے والا رویہ ہے جبکہ دشمنوں کے سامنے ہم بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے حکمران بے گناہوں پر بم برساتے ہیں اور ظالم کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔

اعجاز رحمانی فرماتے ہیں:

آنکھ لبریز آنسو سے ہے مسکرانے کو لب ترستے ہیں

کوئی ظالم سے کچھ نہیں کہتا، بے گناہوں پر بم برستے ہیں

اسلام سے قبل اہل عرب، باہمی جنگ وجدال، شرک اور بت پرستی اور خاندانی عصبیتوں کی وجہ سے ہمیشہ باہم دست وگریباں رہتے تھے۔ نعمتِ اسلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل باہم جوڑ دیئے۔ نبی ﷺ نے اوس وخزرج کے قبائل کی دشمنیوں کو بے مثال دوستی اور اخوت میں ڈھال دیا اور مکہ کے لٹے پٹے مہاجرین اور مدینے کے انصار کے درمیان اسلامی اخوت کی بنیاد پر باہمی بھائی چارے کی جو تاریخی مثال قائم کی، کیا اہل پاکستان کے لئے اس میں کوئی رہنمائی موجود نہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اللہ کی رسی (قرآن وسنت) کو سب مل کر مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ مت برپا کرو'' (آل عمران 103) سورہ الانعام میں فرمایا ''بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور مختلف گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں'' (الانعام 159)

بے شک آیت میں یہود ونصاریٰ کا ذکر ہے جو اپنے دین میں اختلاف برپا کر کے ٹکڑوں میں بٹ گئے تھے مگر وہی کام اگر مسلمان

کریں تو یہ آیت ان پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے۔

آج مسلمان کئی کئی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کی گمراہی کے فتوے دے رہے ہیں حالانکہ اس امت کیلئے اللہ کا فرمان ہے ''اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام ''مسلم'' رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)'' **(الحج 78)** اگر ملت اسلامیہ کے تمام گروہ اپنی اس حقیقی اور اصلی شناخت کو قائم کرنے پر اتفاق کرلیں تو بہت سے فتنوں کی جڑ کٹ سکتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ''تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور ایمان والے نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو'' **(مسلم)** جو مسلمان مرد اور عورت جنت کی سچی طلب رکھتا ہو اسے چاہئے کہ دوسرے مسلمانوں سے محبت کرے اور یہی کام جماعتوں، تنظیموں اور مختلف گروہوں کو بھی کرنا ہوگا۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے **(مسلم، ترمذی)** قرآن حکم دیتا ہے'' آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ'' **(البقرہ 188)** بخاری شریف کی روایت ہے''جس نے کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کیلئے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا'' دوسری روایت میں ہے''جس نے قسم کھا کر مسلمان کا حق مار لیا اللہ اس پر جہنم واجب اور جنت حرام کردے گا'' صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ اگر وہ کوئی معمولی چیز ہو تو؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگرچہ پیلو کی ایک لکڑی ہی کیوں نہ ہو'' یعنی ایک مسواک بھی اگر جھوٹی قسم کھا کر لے لی تو وہ جہنم کا ایندھن بنے'' بخاری شریف کی ایک اور روایت ہے'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ 3 آدمی ہیں جن سے قیامت کے دن میرا جھگڑا ہوگا، ایک جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا پھر اس کو توڑ ڈالا، دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو اغوا کرلیا پھر بیچ ڈالا اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ جس نے کسی کو مزدور رکھا، اس سے کام پورا لیا اور اجرت پوری ادا نہ کی'' ملازموں اور مزدوروں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے، اغوا اور ڈکیتیوں کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں، دھوکہ اور بددیانتی کا جو بازار گرم ہے، کیا اللہ پر ہم ایمان بھی رکھتے ہیں؟ کیا قیامت کے دن مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہونے کا کوئی خوف بھی ہے؟ لگتا ہے ایمان صرف نوکِ زبان تک محدود رہ گیا ہے۔